یاد رکھیں پرکارِ اسلام کا مرکزی نقطہ مکہ مبارکہ اور حرم کعبہ ہے۔ پورا عالمِ اسلام اسی مدار کے گرد گھوم رہا ہے۔ کائنات سورج کے نظام شمسی سے قائم ہے، جس کا وجود کشش باہم کے مرہون منت ہے۔ سو ہمارا وجود اسلامی اخوت کی کشش باہم سے قائم ہے، جس کا مدار حرم مکہ و مدینہ ہے۔

پراویڈینٹ فنڈ کا سود

روزنامہ ''جنگ'' کے جمعہ ایڈیشن میں تواتر سے ڈاکٹر سکندر صاحب پراویڈنٹ فنڈ پر سود کی حلت کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ہم نے یہ فتویٰ پہلی بار پڑھا تو خیال ہوا کہ ان سے سہو ہو گیا ہے اور وہ اگلے شمارے میں اس سے رجوع کر لیں گے مگر وہ بار بار یہی فتویٰ دے رہے ہیں جس کی تردید واجب ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سود، سٹہ، لاٹری اور انعامی بانڈز کا سیلاب امڈ آیا ہے جو تیزی سے رزق حلال کو اپنی دست برد سے ناپاک کر رہا ہے۔ سرکاری ملازمین کی ماہانہ تنخواہ سے کچھ رقم منہا کر کے ان کے اکاؤنٹ میں رکھ دی جاتی ہے اور ریٹائرمنٹ پر یہ ساری رقم ان کو سود سمیت لوٹا دی جاتی ہے۔ سود کی آمیزش سے ساری رقم حرام ہو جاتی ہے اس کی حلت پر جتنے دلائل دیئے جاتے ہیں، سارے کے سارے باطل اور حرام کو حلال ثابت کرنے کی مذموم کوشش میں شامل ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ انہی باطل دلائل پر اسلامی بنکنگ کا ایک پورا سسٹم کھڑا کر دیا گیا ہے اور سود کو اعانت باہمی کا نام دیا گیا ہے۔ یہ سب شیطانی دلائل ہمیشہ سے موجود رہے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بھی موجود تھے اور ان کی موجودگی میں اسلام نے سود کو حرام مطلق قرار دیا تھا۔ سرکاری ملازمین کسی مولوی یا مفتی کے دیئے ہوئے فتویٰ پر کان نہ دھریں کیونکہ ان کی طرف کوئی مفتی مبعوث ہو کر نہیں آیا تھا بلکہ سیدنا و مولانا محمد ﷺ نبی بن کر آئے تھے جنہوں نے سود کو حرام مطلق ٹھہرایا تھا۔ یہ دلیل نہایت ہی کمزور ہے کہ حکومت پراویڈنٹ فنڈ کی رقومات کاروبار میں لگاتی اور منافع کماتی ہے اور وہ منافع ملازمین پر تقسیم کر دیتی ہے۔ یہ ہمالیہ جتنا بڑا جھوٹ ہے اگر حکومت واقعی ایسا کرتی تو پھر منافع ملازمین کیلئے جائز ہوتا مگر سرکار منافع کما رہی ہوتی تو سٹیل مل، پی۔آئی۔اے، ریلوے اور دیگر سینکڑوں ادارے کیوں دیوالیہ ہو جاتے۔ اگر سرکار واقعی منافع کما رہی ہوتی تو آج ادارے بیچ چکنے کے بعد جیسا کہ شنید ہے موٹر وے کو کیوں گروی رکھ رہی ہے۔ ہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں آپ کو بتاتے ہیں کہ سود کھانا اس وقت بھی حرام ہے جب قرآن حالتِ اضطرار میں جاں بہ لب ہو جانے کی صورت میں لحمِ خنزیر کی اتنی مقدار کھا لینے کی اجازت دیتا ہے جس سے جان بچ جائے۔